© rasailojaraid.com

نظامِ بیمہ و تکافلِ اسلامی

ڈاکٹر محمود احمد

(تیسری قسط)

بعض اسلامی ممالک میں قائم اسلامی بیمہ کمپنیوں کے کام کا جائزہ

گزشتہ شمارہ میں ہم نے اسلامی ممالک میں کام کرنے والی بعض بیمہ کمپنیوں کا تعارف پیش کیا تھا، جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کے مضمون کی تیسری قسط میں ہم مزید ایسی کمپنیوں کا تعارف پیش کرر ہے ہیں جن میں سے بعض تکافل کے اصولوں پر قائم ہیں۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ مضمون اسلامی نظریاتی کونسل میں بیمہ کے بارے میں بننے والے جائزہ گروپ کے لیڈر کے طور پر بیمہ کے کاروبار پر غور وخوض کے بعد لکھا تھا۔

اسلامی تکافل کمپنی بحرین

اس کمپنی کا طریق کار خصوصیت سے یہ ہے کہ اس کا معاہدہ فارم جو بیمہ کروانے والے پر کرتے ہیں، جس کا عنوان ہے ''اسلامی مضاربہ،،اور اس میں کہا گیا ہے کہ ''یہ معاہدہ مضاربہ یا قرض کا معاہدہ ہے جو ایک طرف اسلامی شریعت کے احکام کی پیروی میں مضاربہ سٹوفکیٹ (modaba saac) خریدنے والوں، (جو مضاربہ کے اثاثوں سے مستفید ہونے والے ہوں گے) اور دوسری طرف شرکۃ التکافل الاسلامیہ بحرین کے درمیان طے پایا ہے جو مضارب (یعنی مضاربہ کے منیجر) کی حیثیت رکھتی ہے،،۔

مضاربہ کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

(الف) نجی بچتوں کی اجتماعی سرمایہ کاری۔

(ب) ایک طویل عرصے پر مشتمل باقاعدہ بچتیں۔ اور

(ج) شراکت کی مدت ختم ہونے سے پہلے کسی شریک کی موت واقع ہوجانے کی صورت میں مرحوم (کے ورثاء) کو تکافل کے فوائد کی ادائیگی۔

☆لا تقرا بعض الكتب التي تربي التشاؤم والاحباط واليأس والقنوط.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مندرجہ بالا تفصیلات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے مضاربہ اور انشورنس کے تصورات کو آپس میں ملادیا ہے اوراس کے لئے انہوں نے جوعملی طریق کاروضع کیا ہے وہ دفعہ اکی ذیلی دفعہ (۲) میں بیان کیا گیا ہے جس کا متن درج ذیل ہے۔

ہرشریک کے''مضاربہ سرٹیفیکٹ،،کی پیشانی پر مذکورقسط دوحصوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔

(الف)ایک حصہ شریک کے حساب میں سرمایہ کاری یونٹس کی خریداری کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔اس رقم یااس سے حاصل ہونے والے منافع میں سے کوئی تکافل فوائد وضع نہیں کئے جاتے۔

(ب)معاہدے میں مصرحہ ایک رقم تکافل فنڈ میں سرمایہ کاری کے لئے ادا کردی جاتی ہے۔ہرشریک ازراہ مہربانی اپنی مرضی سے اس رقم سے حاصل ہونے والے منافع کے ایک حصے یاکل منافع سے دست بردار ہونے کے لئے راضی ہوگیا ہے تاکہ یہ رقم تکافل کے فوائد حاصل کرنے والوں کواسی قسم کے تکافل میں ادا کی جاسکے۔اگرایسے منافع ناکافی ہوں توشریک نے اس پیراگراف میں مصرحہ رقم کاایک حصہ یاپوری رقم تکافل کے حساب میں ہدیہ کردی ہے جب کہ اس کی ضرورت ہو۔ایساشریک جومعاہدے کی مدت پوری ہونے تک شریک رہے گااسے اس اکاؤنٹ میں سے اس کے لئے بچنے والی رقم اوراس کامنافع ملے گا۔تاہم ایساشریک جس کے ورثاء نے تکافل کی رقم وصول کرلی ہویاایساشریک جوشراکت سے دست بردار ہوجائے یاجس کے متعلق یہ سمجھاجائے کہ وہ دست بردار ہوگیا ہے اس کے متعلق یہ سمجھاجائے گا کہ اس کی جورقم موجودتھی وہ اس نے تکافل فنڈ کی مدد کے لئے اس کوہدیہ کردی ہے جیساکہ شریک کے دستخط شدہ درخواست فارم میں مذکور اعلامیہ اورعطیہ میں قراردیا گیا ہے۔

اسلامی انشورنس کمپنی سوڈان کی طرح اس کمپنی کابھی ایک مذہبی نگران بورڈ ہے یہ اسی طرح کاایک ادارہ ہے جیساادارہ دارالمال الاسلامی ٹرسٹ میں مذہبی نگران بورڈ کے نام سے کام کررہا ہے۔کمپنی اسلامی شریعت کے احکام کی پابند ہے اورشریعت کی تعبیروتوضیح مذہبی نگران بورڈ کی ذمہ داری ہے۔

دفعہ (۲) کی ذیلی دفعہ (الف)اور(ب)کے تحت اداشدہ اقساط کی سرمایہ کاری سے جوآمدنی (منافع)ہوگی اس میں سے پانچواں حصہ منیجر یعنی مضاربہ کمپنی کوادا کیاجائے گااورپانچ میں سے باقی چارحصے رقم تمام شرکاء کے فائدے کے لئے مضاربہ یاتکافل فنڈ کے اثاثوں کی حیثیت سے دوبارہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کاروبار میں لگادی جائے گی اول الذکر کی صورت میں تمام شرکاء کے فائدے کے لئے اور ثانی الذکر کی صورت میں تکافل فنڈ کے فائدے کے لئے۔اس موقع پر جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ کسی قدر غیر واضح ہے تاہم اس سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ (منافع کی ۲۰ فیصد رقم منیجر کو ادا کرنے کے بعد باقی رقم تکافل فنڈ کے فائدے کے لئے دوبارہ کاروبار میں لگادی جائے گی)۔

بحث کے دوران میں یہ بات محسوس کی گئی کہ ایک ہی شخص سے دو اقسام کے چندے لینا،ایک مضاربہ کے لئے اور دوسرا تکافل کے لئے ،انشورنس کو اس سے زیادہ گراں بنادے گا جتنی کہ وہ بصورت دیگر (یعنی ایک چندہ لینے کی صورت میں)ہوتی ۔علاوہ ازیں چونکہ ان دونوں (چندوں یا مضاربہ اور تکافل)کے درمیان کوئی رابطہ بھی نظر نہ آیا لہٰذا (گروپ کے اجلاس میں اس چیز کو غیر ضروری قرار دے دیا گیا۔(بیمہ گروپ کے)اجلاس کے شرکاء میں سے ایک صاحب نے اس خدشے کا بھی اظہار کیا کہ چونکہ سرمایہ کاری کے عمل میں نقصان ہو جانے کا بھی خطرہ ہے ،لہٰذا ہوسکتا ہے کہ یہ سکیم اپنے مقاصد کو خود ناکام بنادے کیونکہ شرکاء تو سکیم میں حصہ اپنے آپ کو نقصان سے بچانے کے لئے لیں گے جب کہ موجودہ سکیم کو اپنانے کی صورت میں اس بات کا امکان ہے کہ ان کا پورا سرمایہ دریا برد ہو جائے۔مولانا محمد طاسین صاحب کی رائے تھی کہ اگر آپ اس اسکیم کو نمونے کے طور پر اپنانا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ ایک ''اسلامی سکیم،، ہے بلکہ آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ یہ ''اسلامی نظام بیمہ کاری،، کی تشکیل کی جانب ایک قدم ہے۔

کونسل نے بحری بیمہ سے متعلق کمپنی کا بھی جائزہ لیا۔لائف انشورنس کے برعکس یہاں پریمیم کا کوئی حصہ مضاربہ کے لئے مخصوص نہیں کیا گیا تاہم منافع کا ایک حصہ یا پورا منافع ہدیہ کرنے کی ایک سرسری سی تجویز ان معاہدوں میں بھی موجود ہے چنانچہ متعلقہ شق میں کہا گیا ہے کہ۔

''ہر شریک نے اپنی مہربانی اور رضامندی سے اس امر کو قبول کرلیا ہے کہ وہ اس رقم کے منافع کے ایک حصے یا پورے منافع سے دست بردار ہو جائے گا تاکہ (منافع کی یہ رقم)اسی قسم کے تکافل میں ''تکافل فوائد'' حاصل کرنے والوں کو ادا کی جاسکے۔اگر ایسا منافع ناکافی ہو تو شریک نے ضرورت پڑنے کی صورت میں پیراگراف ہذا میں مصرحہ رقم کا ایک حصہ یا پوری رقم تکافل فنڈ کو ہدیہ کردی ہے۔،،

ایک اہم شق ،شق ۱۱(ج) ہے جس میں کہا گیا ہے کہ۔

''اگر ''تکافل کے اکاؤنٹ،، میں کوئی فاضل رقم نکلے گی تو منیجر اس رقم کا آدھا حصہ صرف ایسے شرکاء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں تقسیم کرے گا جو اپنا تفویض شدہ مال وصول کر چکے ہوں اور جنہیں تکافل واجب الادا نہ ہو، اور یہ رقم انہیں ان کی اپنی اپنی ''رقم شراکت داری کے تناسب سے دی جائے گی۔شرکاء نے باقی فاضل رقم تکافل اکاؤنٹ کی مدد کے لئے اس کو ہدیہ کردی ہے۔جیسا کہ شراکت داری کے لئے ان کے دستخط شدہ درخواست فارم میں مذکوران کے ''اعلانات اور عطیات،، سے واضح ہوتا ہے،،۔

جب ورکنگ گروپ کے ایک اجلاس میں مذکورہ بالا معاہدے کی تمام شقوں کا مطالعہ کرلیا گیا تو ایک رکن نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ اس کمپنی کو منظم کرنے والوں نے اس کا اسلامی نام رکھنے اور یہ وعدہ کرنے کے بعد کہ وہ اسلامی شریعت کے احکام کی پابندی کریں گے، جنرل انشورنس کی وہ تمام شقیں اپنالی ہیں جو موجودہ دور کی غیر اسلامی کمپنیوں نے وضع کی ہیں۔

اسلامی بیمہ کمپنیوں کے بارے میں چوہدری محمد صادق کی وضاحت

اس امر کو بہتر انداز میں سمجھنے کے لئے کہ اسلامی انشورنس کمپنیاں درحقیقت اپنا کاروبار کس طرح چلا رہی ہیں ورکنگ گروپ نے چوہدری محمد صادق صاحب کو گروپ کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔چوہدری صاحب ان کمپنیوں کی تشکیل وتنظیم کے عمل میں ان کے ساتھ وابستہ رہے ہیں۔انہیں بلانے کا مقصد یہ تھا کہ مذکورہ کمپنیوں کے طریق کار کی وضاحت کرنے کے علاوہ وہ اراکین گروپ کے ان سوالوں کے جواب دے سکیں جو اس سے قبل گروپ کے بحث مباحثے کے دوران میں پیدا ہو چکے تھے۔

چوہدری صاحب نے بیان کیا کہ اسلامی تکافل کا جو پہلا نظام انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے قائم کیا۔اس کی بنیاد مضاربہ کے اصول پر رکھی گئی تھی یعنی یہ کہ (مضاربہ کے) انتظام والنصرام کا معاملہ کمپنی کے سپرد ہونا چاہئے جبکہ فنڈز پالیسی ہولڈرز کی ملکیت میں رہیں گے۔اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ کمپنی میں شیئر ہولڈرز کا فنڈ کیوں رکھا گیا ہے جناب چوہدری صاحب نے فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ سوڈان میں از روئے قانون کوئی میوچل کمپنی قائم نہیں ہوسکتی۔وہاں صرف کواپریٹو کمپنیوں ہی کو قیام کی اجازت دی جاتی ہے۔انہوں نے مزید بیان کیا کہ پالیسی ہولڈرز جو رقم جمع کروائیں گے اس پر انہیں کوئی منافع نہیں ملے گا، کیونکہ اسلام نظام بیمہ کا ایک اہم عنصر یہ ہے کہ پالیسی ہولڈرز کو اپنی جمع کروائی ہوئی رقم پر کوئی منافع نہ ملے۔انہوں نے مزید بیان کیا کہ منیجر بھی منافع کمانے کی کوئی نیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں رکھتا، وہ صرف اپنی فیس وصول کرے گا۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے چوہدری محمد صادق صاحب نے فرمایا کہ کمپنی کے سرمائے کا بہت بڑا حصہ فیصل اسلامی بنک نے مہیا کیا ہے، جبکہ باقی رقم دو یا تین ڈائریکٹروں نے جمع کروائی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ بحرین میں جو کمپنی قائم کی گئی ہے اس کی جنرل باڈی کے اجلاس میں پالیسی ہولڈرز بھی شریک ہوسکتے ہیں۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ان کا ایک ڈائریکٹر بھی ہوتا ہے۔ چوہدری صاحب نے یہ بھی بتایا کہ سال کے دوران میں وصول ہونے والے دعاوی کی رقم منہا کرنے کے بعد سال کے آخر میں منافع پالیسی ہولڈرز میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص نے پریمیم کے طور پر ایک سو روپے جمع کروائے ہوں اور وہ اپنے دعوے کے بدلے میں پچاس روپے وصول کر چکا ہو تو اسے منافع صرف پچاس روپے پر ملے گا۔ تاہم سوڈانی کمپنی پالیسی ہولڈرز کی جمع کروائی ہوئی پوری رقم پر منافع دیتی ہے اور اپنے دعوے کے بدلے میں اس نے جو رقم وصول کر لی ہو اسے منہا نہیں کرتی۔ اس سوال کے جواب میں کہ اگر پریمیم سے وصول ہونے والی رقم دعاوی کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہو تو اس صورت میں کیا کیا جاتا ہے، جناب چوہدری صاحب نے فرمایا کہ مغرب کی بعض انشورنس کمپنیوں کے طریق عمل کے برعکس (اسلامی کمپنیاں) مزید پریمیم کا مطالبہ نہیں کرتیں اور اس کمی کو شیئر ہولڈرز فنڈ سے قرض حسنہ لے کر پورا کر لیا جاتا ہے۔

ورکنگ گروپ نے محسوس کیا کہ چونکہ پاکستان میں مذہبی سکالرز سختی کے ساتھ اس رائے کے حامی ہیں کہ اسلام میں بیمہ کی اجازت صرف اس صورت میں دی جاسکتی ہے جب کہ بیمہ باہمی تعاون کے نظام پر مبنی ہو اور چونکہ بحرین کی یہ کمپنی بھی باہمی تعاون کی بنیاد پر کام نہیں کرتی لہذا یہ بطور نمونہ ورکنگ گروپ کے کسی کام نہیں آسکتی۔

ورکنگ گروپ کی رائے یہی قرار پائی کہ چونکہ بیمہ کا کوئی ایسا نظام جو تعاونی قسم کا (یعنی باہمی تعاون کی بنیاد پر کام کرنے والا) نہ ہو اسلامی تعلیمات کی رو سے قابل قبول نہ ہوگا اور چونکہ گروپ میں اس مسئلے پر بھی عمومی اتفاق رائے پایا جاتا تھا کہ مختلف اسلامی بیمہ کمپنیوں مذکرہ بالا کی تشکیل رسک (یعنی نقصان کا خطرہ) باہمی طور پر برداشت کرنے کی بنیاد پر عمل میں نہیں آئی اور چونکہ ان کمپنیوں کے شیئر ہولڈرز اور پالیسی ہولڈرز مختلف ہستیاں ہیں، لہذا ان میں سے کسی ایک کے نظام کو بھی ورکنگ گروپ کے لئے بطور نمونہ اختیار کر لینا ممکن نہیں۔

☆عش مع القرآن حفظا وتلاوة وسماعا وتدبرا فانه من اعظم العلاج لطرد الحزن والهم ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ورکنگ گروپ کے اکثر ارکان اس رائے پر متفق تھے کہ بیمہ کاری اس کے منظم کرنے والوں کے لئے زراندوزی کا ذریعہ نہیں ہونی چاہئے۔اور اسے صرف ایسے رسک (خطرات) کے خلاف تحفظ فراہم کرنا چاہئے جن کے خلاف تحفظ فراہم کیا جانا عوامی مفاد میں ہو یعنی بیمہ کو صرف عوام کی ضرورتیں پوری کرنا چاہئیں، نہ کہ مراعات یافتہ طبقے کی۔اس مسئلے پر بھی کلی اتفاق تھا کہ مجوزہ انتظام سود وغیرہ کے عنصر سے بالکل پاک ہونا چاہئے کیونکہ سود اسلام میں حرام ہے۔

بیمہ کا تصور

گروپ کے تمام اراکین نے تسلیم کیا کہ بیمہ کا ابتدائی تصور باہمی تعاون سے نقصان کی تلافی سے پیدا ہوا۔بعد میں اس تعاون کو کاروباری شکل دے دی گئی۔گروپ کے علماء اراکین کا خیال تھا کہ جب تعاون کی اس شکل کو کاروبار بنالیا گیا تو اس میں وہ قباحتیں ،خرابیاں اور ظلم کی صورتیں پیدا ہو گئیں جن کی وجہ سے شریعت اسلامی نے اسے ناجائز قرار دیا۔

تحفظِ کفالت کی ضرورت

اس امر پر اراکین گروپ میں مکمل اتفاق پایا گیا کہ ناگہانی حادثات کے خلاف تحفظ کا احساس انسان کی فطرت میں موجود ہے۔خود اللہ تعالی نے سورہ قریش میں بھوک اور خوف سے تحفظ کو اپنی عطا کردہ نعمت قرار دیا ہے۔اسی طرح مستقبل میں پیش آنے والی کسی اہم ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے آج سے تیاری بھی انسانی فطرت کا ہمیشہ خاصہ رہی ہے۔گویا تحفظ کی ضرورت اور احساس ایک فطری داعیہ ہے اور اس مقصد کے لئے کسی مناسب ادارے کا قیام اس داعیہ کی عملی شکل ہے۔ناگہانی حادثات سے تحفظ کی اہمیت مسلم ہے،البتہ اسے عمل میں لانے کی صورتیں مختلف ہوسکتی ہیں آج ہم جن معاشی اور معاشرتی حالات میں زندگی بسر کررہے ہیں وہ ایک صحیح اسلامی ریاست کے حالات سے بالکل مختلف ہیں۔اسلامی ریاست میں معاشرہ کے تمام افراد کی بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے، جسے وہ بیت المال کے ذریعے پورا کرتی ہے۔اسلامی ریاست میں کسی کو یہ فکر دامن گیر نہیں ہوتی کہ اچانک اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا کیا بنے گا،لیکن آج ہر شخص کو مسلسل یہ فکر رہتی ہے کہ اس کی اچانک موت کے بعد اس کے بچوں کی پرورش،تربیت، تعلیم ،علاج،شادی اور دیگر ضروریات زندگی کی فراہمی کی کیا صورت ہوگی۔

☆ توکل علی اللہ وفوض الامر الیہ وارض بحکمہ والجا الیہ واعتمد علیہ فهو حسبك وکافیك ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمارے معاشرے میں ایسے واقعات آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں۔ جولوگوں کی ناگہانی موت کا باعث بنتے ہیں۔یا اسے عارضی طور پر یا مستقل طور پر معذور کر دیتے ہیں۔یا وہ کسی وجہ سے اپنی مستقل آمدنی سے محروم رہ جاتا ہے مثلاً ٹریفک کے حادثات ،مشینوں پر کام کرتے ہوئے زخمی ہو جانا یا موت کا شکار ہو جانا، جان لیوا بیماریوں سے اچانک موت،موت پر منتج ہونے والے دیگر مختلف اقسام کے حادثات ،ایسے ہی حادثات بارہا انسان کو مستقل معذور بنا دیتے ہیں، یہ صورت ناگہانی موت کے نتائج سے مماثلت رکھتی ہے۔

آج کل جہاں پیچیدہ ،شدید اور جان لیوا امراض کی ایک بڑی تعداد کے علاج پر کثیر رقم اٹھتی ہے،وہاں عام امراض، جو اکثر لاحق ہوتے رہتے ہیں ،خاصے اخراجات کا باعث بنتے ہیں۔تنخواہ دار طبقہ بڑھاپے میں ملازمت سے ریٹائر کر دیا جاتا ہے،جس سے اس کی مستقل آمدنی، جس کے وہ اور اس کے گھر والے عادی ہوتے ہیں یک لخت بند ہو جاتی ہے اور وہ ایک محدود پنشن میں اپنے پھیلے ہوئے اخراجات کو پورا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔عموماً یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اس کی اولاد کالج میں پہنچتی ہے یا شادی کے قابل ہوتی ہے۔گویا آمدنی بہت کم اور اخراجات بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔

ان حالات میں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ انسان کو اچانک پیش آ جانے والی مالی ضروریات سے عہدہ برآ ہونے کا پیشگی بندوبست موجود ہو۔

اسلامی معاشرے کی ایک اہم خصوصیت

یہاں اسلامی معاشرے کی ایک اہم خصوصیت کا ذکر بے جا نہیں ہوگا۔اسلامی معاشرے میں دولت کو جمع کرنا معیوب تصور کیا جاتا ہے۔قرآن کریم میں دولت جمع کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔ **الذی جمع مالاً وعدده یحسب ان ماله اخلده (الهمزة : ۲،۲)**

وہ جو مال جمع کرتا ہے اور اسے گنتا رہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس کا یہ مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا۔

اگرچہ اپنے مال سے زکوۃ دینے والوں پر اس آیت کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن جمع شدہ مال پر زکوۃ کا اطلاق بجائے خود مال کو جمع کرنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے کیونکہ بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے اسلامی ریاست میں پہلے سے ادارے موجود ہوتے ہیں ۔لیکن جو شخص ایک غیر اسلامی معاشرے میں

☆اعف عمن ظلمك وصل من قطعك واعط من حرمك واحلم علی من اساء الیك تجد السرور والامن.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناگہانی حادثات، بڑھاپے کی ضروریات اور دیگر ضرورتوں کے لئے مال جمع کرتا ہے وہ کسی حقیقی خطرے کی پیش بندی کرتا ہے۔اس پیش بندی کے لئے وہ اپنے ذرائع پر ہی انحصار کرسکتا ہے۔

کسی حقیقی خطرے (مختلف خطرات کی مختصر توضیح اوپر کی گئی ہے) کی پیش بندی کی مختلف صورتیں ہیں۔ہر انسان کے لئے مشکل ہے کہ اکیلے ہی ان خطرات کی پیش بندیوں کا مناسب اور مکمل انتظام کرے۔اس لئے اس مقصد کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون وتکافل کے اصولوں پر اشتراک عمل ناگزیر ہے۔اس اشتراک عمل کی ایک صورت بیمہ ہے، جس میں بہت سے افراد مل کر مختلف خطرات سے عہدہ برآ ہونے کی کئی سکیموں کو بروئے کار لاتے ہیں۔

بیمہ کے اجزائے ترکیبی

بیمہ کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔

(الف) مالیت خطرہ

(ب) پریمیم

(ج) مدت ادائیگی پریمیم

بیمہ گروپ نے ان کا تفصیلی جائزہ لیا۔ماہرین بیمہ نے ان کے ٹیکنیکی پہلو واضح کئے اور گروپ کے علماء نے ان ٹیکنیکی امور کی روشنی میں شریعت کے موقف پر غور کیا۔گروپ کے علماء کا ایک اعتراض یہ تھا کہ مالیت خطرہ اور مالیت پریمیم کا تعین بیمہ کمپنی کے پیشگی مجوزہ نفع کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں ان کا کہنا تھا کہ بیمہ کا کاروبار محض اتفاق پر چلتا ہے۔ماہرین بیمہ نے ان اعتراضات کا جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

بیمہ پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب

بیمہ کی بنیاد محض اتفاق پر نہیں بلکہ تجربے اور مشاہدے کے بعض سائنسی اصولوں پر رکھی گئی ہے۔بیمہ میں حسب ذیل عناصر کام کرتے ہیں۔

(ا) خطرہ اس کی تجدید وتعین ماضی کے حاصل شدہ تجربات اور مشاہدات کی بنیاد پر کی جاتی ہے یعنی جب بیمہ کا کوئی معاملہ طے کرلیا جاتا ہے تو سابقہ تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں اس امر کا اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس معاملے میں کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے کتنا مالی نقصان برداشت کرنا پڑے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گا۔اس نقصان کا صحت اور قطعیت کے ساتھ اندازہ لگانے کے لئے مسلسل مشاہدے کی ضرورت پڑتی ہے جس کا اہتمام انشورنس کمپنیاں بڑے وسیع پیمانے پر کرتی ہیں۔

(۲)دوسری چیز جو بیمہ کے کاروبار میں اہم کردار ادا کرتی ہے وہ قانون امکان (law of probability) ہے، یعنی بیمہ کا معاملہ طے کرتے وقت یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ کسی خاص وقت میں کسی خاص مقام پر کسی خاص واقعہ یا حادثے کے وقوع کا کتنا امکان یا احتمال ہے۔اس امکان یا احتمال کا تعین بھی سابقہ تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔تجربے اور مشاہدے نے یہ بتایا ہے کہ اگر ہم کسی خاص ملک یا شہر کے رہنے والے خاص عمر کے لوگوں کی کسی خاص وقت میں اموات کا اوسط نکالیں تو وہ عموماً یکساں نکلے گا، مثلاً امریکہ کے بارے میں مشاہدہ ہے کہ وہاں ہر سال کرسمس کے موقع پر قریبا ۶۰۰ افراد ہلاک ہوجاتے ہیں۔ہلاک ہونے والے افراد کی یہ تعداد ہر سال اتنی ہی رہتی ہے یا مثلاً اگر موٹر گاڑیوں کو لیں تو یہ دیکھا جائے کہ اگر کسی خاص قسم کی موٹر گاڑیوں کو خاص عمر کے لوگ چلا رہے ہوں تو ایک متعینہ مدت کے اندر ان کے جتنے حادثات ہوں گے ان کی تعداد اتنی ہی ہوگی جتنی اس طرح کے حالات میں اتنی ہی مدت کے اندر کسی دوسرے موقع پر پیش آنے والے حادثات کی تھی۔اس طرح ماہرین بیمہ اعداد وشمار کے ذریعے قریباً پوری صحت کے ساتھ یہ جاننے یا اندازہ لگانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں کہ کسی متعینہ مدت کے اندر جتنی گاڑیوں کا بیمہ ہوگا ان میں سے قریباً کتنی مختلف حادثات میں بالکل تباہ ہوجائیں گی۔کتنی کو معمولی نقصان پہنچے گا اور کتنی صحیح وسالم بچیں گی اور یہ کہ اس سارے معاملے میں تقریباً کتنی آمدنی ہوگی، کتنی رقم بیمہ داروں کے نقصانات کی تلافی میں نکل جائے گی، انتظامی اخراجات کتنے ہوں گے اور اندازاً کتنا منافع ہوگا۔پریمیم کی رقم کا تعین بھی ایسے ہی اعداد وشمار کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔

ہر بیمہ کمپنی کو پریمیم کی شرح کے تعین، انتظامی اخراجات ایجنٹوں کی کمیشن، سرمایہ کاری کرنے والے افراد کے منافع اور غیر یقینی حادثات پر اٹھنے والے اخراجات کا اندازہ کرنے کے لئے اعداد وشمار کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

پریمیم کی شرح کا تعین اموات کی اس اوسط شرح کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے جو بیمہ کروانے والوں کی کسی خاص عمر میں واقع ہو جوں جوں بیمہ کروانے والوں کی عمر بڑھتی ہے اسی تناسب سے پریمیم کی شرح بھی بڑھتی جاتی ہے۔

☆اكثر من الاستغفار تجمعه الرزق والفرج والذرية والعلم النافع والتيسير وحط الخطايا.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاہدہ بیمہ کی نوعیت

بیمہ کے ماہرین نے بیمہ کے معاہدہ کی نوعیت کے بارے میں بتایا کہ معاہدہ بیمہ دراصل نقصان کی تلافی کا معاہدہ ہوتا ہے۔اس سے بیمہ کنندہ یا بیمہ کمپنی کو فائدہ پہنچانا مقصود نہیں ہوتا۔

تلافی سے مراد یہ ہے کہ بیمہ دار (بیمہ کنندہ) کسی خطرہ سے دوچار ہونے کے بعد جو نقصان اٹھاچکا ہو اسے نقصان کی پہلی پوزیشن پر لایا جائے۔مختلف اقسام کے بیمہ میں اس کی صورت یوں واقع ہوتی ہے۔

۱۔آگ کا بیمہ: بیمہ شدہ مکان یا شے کو آگ سے جو حقیقی نقصان ہو وہ نقصان پورا کر دیا جائے۔

۲۔بحری بیمہ: بحری جہاز کے ڈوبنے یا بحری طوفان یا سمندر میں واقع ہونے والے کسی اور صورت حال سے جہاز میں لدے ہوئے مال کو کوئی نقصان پہنچے تو اس نقصان کی تلافی کرنا۔

۳۔گاڑی کا بیمہ: بیمہ شدہ گاڑی کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس سے گاڑی کو جو حقیقی نقصان پہنچا اس کو پورا کرنا۔گاڑی پرانی ہو تو تلافی میں اسے نئی گاڑی نہیں ملے گی بلکہ پرانی گاڑی ہی ملے گی۔

۴۔زندگی کا بیمہ: زندگی کے بیمہ میں موت کے خلاف تحفظ حاصل نہیں کیا جاتا،یعنی یہ صورت نہیں ہوتی کہ بیمہ دار کبھی یا دوران عرصہ بیمہ نہیں مرے گا۔بلکہ یہ صورت ہوتی ہے کہ بیمہ دار کی موت سے بیمہ دار کے زیر کفالت افراد کی بیمہ دار کے ذریعے آمدنی سے محرومی کی تلافی کی جاتی ہے۔ظاہر ہے کہ یہ مکمل تلافی نہیں ہوتی بلکہ بیمہ شدہ خطرہ کی زیر معاہدہ مالیت تک محدود ہوتی ہے۔

۵۔اعضاء کا بیمہ: اعضاء کے بیمہ میں متبادل عضو مہیا نہیں کیا جاتا بلکہ بیمہ شدہ عضو کے ذریعے ہونے والی آمدنی سے محرومی کی تلافی کی جاتی ہے۔

۶۔سفر کا بیمہ: سفر کے آغاز اور اختتام تک کے درمیانی عرصہ میں کسی حادثے سے ہونے والے نقصان کی تلافی کا بیمہ۔

۷۔حادثات کا بیمہ: حادثات میں ہونے والے نقصان کی تلافی کا بیمہ۔اس میں زندگی کا بیمہ بھی شامل کرلیا جاتا ہے،یعنی حادثے کے نتیجے میں موت واقع ہو جائے تو متوفی شخص کی ممکنہ آمدنی سے محرومی کی تلافی کی جاتی ہے۔

بیمہ کے ان معاہدات میں ایک مشترکہ عنصر نقصان کی تلافی ہے۔ان معاہدات میں ایک دوسرا مشترکہ

☆اقنع بصورتك وموهبتك ودخلك واهلك وبيتك تجد الراحة والسعادة.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عنصر یہ ہے کہ ہر معاہدہ بیمہ میں ایک قابل بیمہ مفاد موجود ہوتا ہے، مثلاً درج ذیل معاہدات میں:۔

آگ کا بیمہ: اس میں قابل بیمہ مفاد وہ مکان یا شے ہے جسے آگ لگ سکتی ہے۔

بحری بیمہ: اس میں قابل بیمہ مفاد وہ سامان ہے جو بحری جہاز میں لدا ہوا ہے۔

گاڑی کا بیمہ: اس میں قابل بیمہ مفاد گاڑی ہے۔

زندگی کا بیمہ: اس میں قابل بیمہ مفاد وہ متوقع آمدنی ہے، جو کوئی شخص زندگی میں کماتا ہے اور جب وہ مرجاتا ہے تو وہ آمدنی منقطع ہو جاتی ہے۔

اعضاء کا بیمہ: اس میں قابل بیمہ مفاد وہ متوقع آمدنی ہے جو کوئی شخص کسی خاص عضو کی خصوصی کوشش سے کماتا ہے اور اگر وہ عضو خراب ہو جائے تو وہ اس آمدنی سے محروم ہو جاتا ہے۔

سفر کا بیمہ: اس میں سفر کا بیمہ دراصل زندگی کا بیمہ ہے جب سفر کے دوران کسی وجہ سے بیمہ دار کی زندگی کو نقصان پہنچے جس سے وہ اس آمدنی سے محروم ہو جاتا ہے جو وہ زندگی کی حالت میں کما سکتا تھا، اس لئے اس میں قابل بیمہ مفاد وہ متوقع آمدنی ہے جو کوئی شخص زندگی میں کماتا ہے اور جب وہ مرجاتا ہے تو وہ آمدنی منقطع ہو جاتی ہے۔ حادثات کا بیمہ: اس کی نوعیت سفر کے بیمہ کی طرح ہے۔

علمائے کرام کا موقف

جب بیمہ کے ماہرین نے مالیت خطرہ اور پریمیم کے تعین کی وضاحت کی اور بیمہ کی خصوصیات میں سے نقصان کی تلافی اور قابل بیمہ مفاد کی نشاندھی کی تو علمائے کرام نے ان سب کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ ان کا ارشاد تھا کہ انہیں جس بات پر اعتراض ہے وہ نہ تو نقصان کی تلافی ہے، جو بجائے خود ایک مستحسن اقدام ہے اور نہ قابل بیمہ مفاد کی موجودگی ہے، کیونکہ اس کی موجودگی کو لازم قرار دینا بیمہ کو ملکی قانون کی نظر میں جواز عطا کرتا ہے۔ مالیت بیمہ اور مالیت پریمیم کے تعین میں کوئی امر غیر اسلامی نہیں۔ بیمہ میں جو عناصر اسے غیر اسلامی صورت دے دیتے ہیں وہ دوسرے ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ میں انہیں واضح کر کے بیان کر دیا ہے۔ جب تک بیمہ ان عناصر سے پاک نہیں ہو جاتا، بیمہ کا کاروبار شریعت کی رو سے ناجائز قرار پائے گا۔ یہ عناصر، قمار اور ربا ہیں، جو بیمہ کی تمام موجودہ صورتوں میں لازمی اجزاء کی حیثیت سے موجود ہوتے ہیں۔ یہ عناصر بیمہ کے عمل کو اکل بالباطل کی حیثیت دے دیتے ہیں۔ .... (جاری ہے)

© rasailojaraid.com